ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مجلہ کی اشاعت پر خیر کثیر اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

محمد یسین نعیمی

اے ۱۳۵ بلاک سی گلشن جمال۔ کراچی

Seminar Library
Department of Islamic
University of Karach

ڈاکٹر انصار الدین مدنی

ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ، گرینچ یونیورسٹی، کراچی

گرامی قدر ڈاکٹر محمد شکیل اوج

مدیر اعلیٰ، ماہنامہ التفسیر، کراچی

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صحت وسلامتی کی نعمت یقیناً عطیہ خداوندی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نعمت سے مستفیض رہنے کا شرف بخش دے۔ (آمین)

ماہنامہ التفسیر یقیناً علمی وفکری پیچیدگیوں کو سلجھانے میں نہ صرف نہایت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ بلکہ عموی سطح پر قرآنی تعلیمات کو جمودی اور تقلیدی زاویوں سے نکال کر مطالعہ کرنے کا شوق پیدا کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ کی کاوشوں پر سیر حاصل گفتگو کی جائے مگر آپ کی مصروفیت مجھے نہایت عزیز ہے۔ اس لیے میں مختصر اوقت میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے التفسیر کے شمارے مجھے عنایت کیے ہیں۔ آپ کی اس شفقت علمی کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔ یقیناً آئندہ بھی آپ اس علمی سفر میں ہماری راہنمائی کرتے رہیں گے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

ڈاکٹر انصار الدین مدنی

ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ،

گرینچ یونیورسٹی، کراچی

ڈائری

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

ڈاکٹر محمد شکیل اوج

اسٹیل ٹاؤن آفیسرز میس، کراچی میں اسکول کالج اور یونیورسٹی لیول پر طلبہ وطالبات کے مابین (۲۵ فروری بروز اتوار ۲۰۰۷ء) ایک تقریری مقابلہ ہوا۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی علامہ اقبال کے اشعار میں سے کسی ایک مصرع کو عنوان تقریر کے طور پر منتخب کیا گیا۔ گزشتہ دس سالوں سے مجھے اس نوعیت کے پروگراموں میں بحیثیت جج اور کبھی ہیڈ آف دا جیوری کے طور پر مدعو کیا جاتا ہے۔ اور شاید سوائے ایک آدھ بار کے ہر مرتبہ میں شریک بھی ہوا ہوں۔ مگر اس بار میری حیثیت دوہری تھی۔ ابتداً مجھے مہمان مقرر کے طور پر اسٹیج پر جگہ دی گئی (میرے ساتھ صدر تقریب کے طور پر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) ڈاکٹر سید اظہر احمد (ایم بی ایس) وائس چانسلر ہمدانی یونیورسٹی، کراچی اور مہمان خصوصی کے طور پر ممتاز سفارت کار جناب قطب الدین عزیز تھے اور ہاں پیر محمد افضل چشتی بھی مہمان کے طور پر اسٹیج پر جلوہ افروز تھے) پھر قدرے توقف کے بعد جج کے فرائض بھی سونپ دیے گئے۔ طلبہ وطالبات کی پکی، کھری اور خالص گفتگو سننے کا موقع ملا۔ اکثر تقریروں میں سیاسی رنگ کی چاشنی تھی۔ حالانکہ علامہ اقبال نے یہ مصرع سیاسی پس منظر میں نہیں بلکہ تعلیم وارشاد کے پس منظر میں کہا تھا۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ کسی مصرع کو اگر سیاق وسباق سے نکال کر کوئی دوسرا البادۂ مفہوم پہنا دیا جائے تو بھی وہ بے مزہ نہیں ہوتا بلکہ بعض حالات میں تو وہ بہت مزہ دیتا ہے۔ شاید حد سے بھی سوا۔ یہی کچھ حال اس مصرع کے ساتھ بھی ہوا۔ اکیس متنوع معانی ومفاہیم کا ایک جہان سمٹ آیا تھا۔ میں نے گذشتہ سالوں کے تجربے سے جو کچھ سیکھا تھا وہ اپنی مختصر سی تقریر میں معزز سامعین کو بتانے کی کوشش کی۔ میں نے کہا کہ کسی چیز کے بارے میں سو فیصد رائے ہونا یقین کہلاتا ہے اور مذہب کی اصطلاح میں اسی یقین کو ایمان کہا جاتا ہے۔ اگر معاملہ ففٹی ففٹی ہو جائے تو پھر شک پڑ جاتا ہے۔ جو یقین کا نقیض ہے۔ اگر معاملہ میں ففٹی پرسنٹ سے کم درجہ کا اعتبار ہو تو اسے وہم کہا جاتا ہے۔ اور اگر معاملہ ففٹی پرسنٹ سے اوپر اور صد فیصد سے کم ہو تو اسے ظن کہا جاتا ہے۔ اور ظن شرعی اور